ایک تاریخ دو قومی سانحات

تحریر: سہیل احمد لون

پاکستان کے دولخت ہونے کا سانحہ 16 دسمبر 1971ء کو پیش آیا اس کے بعد 2014ء میں پشاور آرمی پبلک سکول میں دہشت گردی کا دل ہلا دینے والا سانحہ بھی 16 دسمبر کو ہی رونما ہوا۔ پاکستان سمیت دنیا کی تاریخ دہشت گردی کے واقعات سے اٹی پڑی ہے مگر کہیں بھی اتنی تعداد میں معصوم بچے ایک وقت میں دہشت گردی کا نشانہ نہیں بنے۔ جہاں انسان کے جان ومال کی قدر ریاست کی اولین ترجیح ہوتی ہے وہاں کسی واقعہ کے ہونے کے بعد اس کے اسباب تلاش کیے جاتے ہیں۔ اگر ریاستی ادارے اسباب دیکھ کر نتائج یا نتایج دیکھ کر اسباب کا تعین نہیں کر سکتے تو کسی بھی واقعہ کا سدباب ناممکن حد تک مشکل کام ہے۔ 17 دسمبر 2014ء کے پی کے گورنر ہاؤس پشاور میں اعلیٰ سطح کا اجلاس ہوا جس میں سیاسی و عسکری رہنماؤں نے نیشنل ایکشن پلان بنانے کا فیصلہ کیا۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں نے 16 دسمبر کی رات کیسے اطمینان سے گزاری اور 17 دسمبر کو اکٹھے ہونے کا انتظار کیوں کیا؟ مہذب معاشروں میں اگر کوئی ایسا سانحہ رونما ہو جائے تو عوام کے منتخب نمائندے بلا تاخیر عوام میں کھڑے ہو کر ان کا زخموں پر مرہم رکھتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے سیاسی اکابرین کی بے حسی کا یہ عالم تھا کہ اس اجلاس کے دوران ہنستے مسکراتے اور ایک دوسرے سے چٹکلے کرتے دکھائی دیئے۔ عمران خان کو شاید اس بات کی خوشی تھی کہ انہیں دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر کے Face saving کا موقع مل گیا اور میاں صاحب سے دھرنے کی بلا ٹل گئی۔ شہید بچوں کے خاندانوں سمیت پاکستانی عوام خاص طور پر فوجی قیادت کی طرف دیکھنے لگی اور یہ سوچنے لگی کہ شاید یہ ایک ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہو اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوتا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ اس سانحہ کی پہلی اور دوسری برسی میں فرق صرف فوجی قیادت کا ہے ورنہ بیانات اور اس پر عمل درآمد ہونے میں کوئی تبدیلی دیکھنے کو نہیں ملی۔ دہشت گردوں کی کمر توڑنے کا خواب عوام کو دکھایا گیا مگر سچ یہ ہے کہ آج بھی دہشت گرد اپنی عالی شان محفوظ پناہ گاہوں میں محفوظ اور میں سکون سے بیٹھے ہیں اور جب چاہے ہماری شہ رگ تک پہنچ جاتے ہیں یہ الزام نہیں حقیقت ہے ایسی حقیقت جس کو وہ تمام لوگ بھی قبول کرتے ہیں جنہوں نے پاک سرزمین کو دہشتگردوں اور دہشتگردی سے پاک کرنے کا عہد کیا تھا۔ دہشت گردی کے اسباب جانے بنا اس کا خاتمہ ممکن نہیں، دہشت گردوں کو ختم کرنے سے دہشت گردی ختم نہیں ہوگی جب تک ان کو تیار کرنے والوں اوران کے سہولت کاروں کا بلا امتیاز صفایا نہ کیا جائے۔ 2016ء ابھی اختتام پزیر نہیں ہوا اگر اب رواں سال ہونے والے دہشت گردی کے چیدہ چیدہ واقعات پر نظر ڈالی جائے تو یہ محسوس ہوتا کہ دہشت گرد کمر کس کے ضیاعی مشن پورے جوش و جذبے سے پورا کر رہے ہیں اور ضیاء کی باقیات ان کی سہولت کار بن کر "ثواب" حاصل کر رہی ہے۔ ویسے کبھی کسی اینکر نے میاں محمد نواز شریف سے یہ سوال نہیں کیا کہ میاں صاحب وہ کونسا مشن تھا جس کی تکمیل کا عہد آپ نے ضیاء الحق کی برسی پر تھا' شاید اس کے جواب میں رسی کا وہ سرا مل جائے جس کا دوسرا سرا دہشتگردوں کے ہاتھ میں ہے۔ 13 جنوری 2016ء کو کوئٹہ میں پولیو سنٹر کے قریب بم دھماکہ ہوا جس میں پندرہ افراد لقمہ اجل بنے، 20 جنوری کو باچا خان یونیورسٹی میں دہشت گردی ہوئی جس میں بیس افراد شہید اور ساٹھ زخمی ہوئے، 29 جنوری کو

ضلع ژوب میں جمعہ کی نماز کے دوران خودکش حملہ ہوا جس میں معصوم جانوں کے ضیاع کے علاوہ بہت سے نمازی زخمی بھی ہوئے ،6فروری کو فرنٹیر کور پس کی گاڑی پر خودکش حملہ ہوا جس میں نو افراد جان کی بازی ہار گئے ،7مارچ چارسدہ کی ایک عدالت میں خود کش حملہ ہوا جس میں تین سیکورٹی اہلکاروں سمیت دس افراد کی جان گئی،16مارچ کو گورنمنٹ کے ملازمین کی ایک بس میں بم دھماکہ پشاور میں ہوا جس کے نتیجے میں 17افراد جاں بحق اور 53زخمی ہوئے ،27مارچ کو گلشن پارک لاہور میں دہشت گردی کا سانحہ ہوا جس میں 74افراد مارے گئے اور 338زخمی ہوئے ان میں زیادہ تعداد مسیحی برادری کی تھی جو ایسٹر منا رہے تھے،19اپریل پشاور کوایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس میں بم دھماکہ ہوا جس میں ایک شخص ہلاک اور سترہ شدید زخمی ہوئے،22جون ماہ رمضان میں کراچی میں امجد صابری دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے،8اگست کوئٹہ میں ایک ہسپتال کے باہر وکلاء برادری ایک وکیل کی ہلاکت پر احتجاج کررہے تھے کہ ان پر بھی دہشت گردوں نے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 70افراد شہید ہو گئے،2ستمبر مردان ڈسٹرک کورٹ پشاور میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا جس میں چودہ افراد جان سے گئے اور 52زخمی ہوئے ،13ستمبر شکار پور سندھ میں خودکش حملے میں تیرہ افراد زخمی ہوئے ،16ستمبر مہمند ایجنسی میں جمعہ کی نماز کے دوران مسجد میں بم دھماکہ ہوا جس میں 23افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے ،20اکتوبر کوئٹہ کے پولیس ٹریننگ سینٹر میں دہشت گردوں نے پھر سکیورٹی اداروں کو نشانہ بنایا جس میں 60افراد شہید اور 190زخمی ہوئے ،25اکتوبر کو پشاور میں ایک پولیس آفیسر دہشت گردوں نے شہید کیا،26اکتوبر جمرود میں پولیو ویکسینشن پلانے والا شہید کیا گیا ،29اکتوبر کراچی میں ایک مذہبی اجتماع میں دہشت گردی کا وقعہ ہوا جس میں پانچ افراد جان سے گئے،12نومبر شاہ نورانی مزار میں بم دھماکہ ہوا جس میں 52افراد شہید اور سو سے زائد زخمی ہوئے ،22نومبر پشاور میں ایک جنازے پر گرینیڈ کے ساتھ حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں تین سیکورٹی اہلکار شہید اور پانچ افراد زخمی ہوئے ،26نومبر مہمند ایجنسی میں فرنٹیر کورپس پر خودکش حملہ ہوا جس میں دو اہلکار شہید اور چودہ زخمی ہوئے، اسی روز گوادر میں بھی دو سیکورٹی اہلکار دہشت گردی کا نشانہ بنے،10دسمبر کو کراچی میں ایک سیکورٹی اہلکار دہشت گردوں کی گولی سے شہید ہو گیا۔ان واقعات کے علاوہ معاشی دہشت گردی اور ناانصافی کا قتل عام بھی ننگا ناچتا رہا اور ہمارے ادارے ''جمہوریت'' بچانے اور نظام کو ڈی ریل نہ ہونے کی کوششوں میں مصروف رہے۔قومی ایئرلائن کا جہاز بھی معاشی دہشت گردی کی ایک مثال ہے جس پر ایک کمیشن بنا کر ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے گا۔حساس اداروں کی جانب سے ایک کتاب شائع ہوئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ملکی سلامتی کو کسی بیرونی ہاتھ سے اتنا خطرہ نہیں جتنا ان لوگوں سے جو اس ملک میں کھاتے ہیں اور اسی کے دشمن ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو کلبوشن یادیو جیسے را کے ایجنٹ کے پکڑے جانے پر ایک لفظ نہیں بولتے ،شوگر ملز سے بھارتی جاسوس برآمد ہونے پر بھی شرمسار نہیں ہوتے۔جس ملک کا وزیر اعظم معاشی دہشت گردی کے مقدمے میں عدالت میں مقدمے بھگت رہا ہو وہاں نچلی سطح پر سب کچھ ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے؟13مارچ 1996ء سکاٹ لینڈ کے Dunblane پرائمری سکول میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا جس میں اٹھارہ افراد ہلاک ہوئے جن میں اکثریت بچوں کی تھی اس کے بعد برطانوی پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس ہوا کہ کوئی شخص اسلحہ نہیں رکھ سکتا۔اسی سکول کے بچوں میں ٹینس کا موجودہ ورلڈ نمبر ون اینڈی مرے بھی تھا جو خوش قسمتی سے بچ گیا۔مہذب معاشروں میں قومیں اپنی غلطیوں سے سیکھتی ہیں اور ہر بار کوئی نئی غلطی کرنا انسانی

جلبت کا تقاضا ہے۔بدقسمتی سے ہم غلطیوں سے سیکھنے کی بجائے ان کو دہرانے میں مہارت حاصل کر چکے ہیں۔نئے سال کی آمد ہے، کاش! 2017 میں کم از کم دہشت گردی کا گراف نیچے جائے اور معاشی دہشت گردوں کو نشان عبرت بنا جائے۔امید ہے منصف اعلی چھٹیوں سے واپس آ کر کوئی تاریخ رقم کریگا۔ورنہ ہم یونہی ہر سال دہشت گردی کے سانحات کی برسیاں مناتے رہے گے اور ابھی تو دسمبر ختم بھی نہیں ہوا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

16-12-2016